ساغراقبالی

آخری صفحہ

● ہمارے جیسے پرانے لوگ آج کے جلسوں کی تصویریں بالخصوص ٹی وی رپورٹیں دیکھ کر حیران بلکہ پریشان ہوتے رہتے ہیں۔ جب ہم کسی عوامی جلسے میں شامیانوں اور قناتوں سے گھرے ہوئے ہجوم کو کرسیوں پر براجمان دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ پبلک جلسے کی بجائے شادی بیاہ کی تقریب کا حصہ معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو جلسے اوائل عمر میں دیکھے اور جن سے ہماری سیاسی تربیت ہوئی' ان میں تو عوام اپنے رہنماؤں کی تقریریں سننے کے لیے جوق در جوق خود ہی آتے تھے اور زمین پر بیٹھتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ چند ہزار لوگوں کے لیے دریاں بچھادی جاتی تھیں مگر شرکاء کی اکثریت زمین پر ہی براجمان ہوتی تھی۔ لاہور کے موچی دروازے اور دہلی دروازے پر ہونے والے ایسے ہی جلسے میں شریک ہوئے اور اس سے خطاب کرنے کے لیے مولانا ظفر علی خان مرحوم ایک دفعہ جب دہلی دروازے کی جلسہ گاہ میں پہنچے تو ان کے قدر دانوں نے ان کی موٹر سمیت انہیں کندھوں پر بٹھا کر سٹیج پر پہنچایا پھر چند ماہ بعد وہ ایسے ہی ایک جلسے میں تقریر کرنے آئے تو ناراض ہجوم نے ان پر پتھروں کی بارش کردی کیونکہ لوگ (غالباً مسجد شہید گنج کے بارے میں) ان کی پالیسی کی وجہ سے ناراض ہوگئے تھے۔ ہم نے ایک بہت بڑا جلسہ تتر بتر ہوتے بھی دیکھا کیونکہ مخالف جماعت نے سپیروں کی مدد سے تین چار سانپ جلسہ گاہ میں چھوڑ دیئے تھے۔ لدھیانہ کے محلّہ چھاؤنی کے جلسہ میں ہمیں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ایک تقریر یاد آتی ہے۔ جب نومبر کی یخ بستہ سرد ہواؤں سے پریشان ہوکر رات دو بجے کے قریب جلسہ گاہ کے ایک کونے سے دو تین سو شرکاء اٹھ کر چلے گئے تو بخاری صاحب نے اپنی تقریر وہیں چھوڑ کر ہیر وارث شاہ کا ایک ٹپہ اپنی خوبصورت آواز میں گایا اور یہ سبھی جانے والے واپس آکر بیٹھ گئے۔ پھر جو مولانا نے ان کی خبر لی اور ایمان اور قرآن کی باتوں کو سننے کی بجائے ہیر سننے کے شوق پر ان کا جو حال کیا' اس کے بعد صبح تک کسی کو جلسہ گاہ چھوڑنے کی جرأت نہ ہوئی۔

(حمید اختر۔ کالم ''پرسش احوال'' سے اقتباس۔ روزنامہ ''ایکسپریس'' ملتان۔ ۱۷ اگست ۲۰۰۴ء)

● صاحبزادہ سید فیض الحسن مرحوم (آلومہار سیالکوٹ) مجلس احرار اسلام کے صفِ اوّل کے رہنماؤں میں سے تھے۔ بریلوی مسلک سے تعلق تھا۔ غضب کے خطیب تھے۔ بہت تیز بولتے اور مترادفات کا مینہ برساتے۔ جوانی مجلس احرار اسلام میں گزار کر' قیام پاکستان کے بعد انہیں اپنی ''غلطی'' کا احساس ہوا۔ پھر بریلوی حضرات کی ''جمعیت علماء پاکستان'' میں چلے گئے۔ کسی نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے پوچھا:

''شاہ جی! صاحبزادہ صاحب آپ کو کیوں چھوڑ گئے؟''

شاہ جی نے لطیف استعارے میں فرمایا: ''بھائی! وہ نوری، ہم خاکی! نوری پیچھے رہ گئے خاکی آگے نکل گئے۔''

پھر شب معراج پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

''حضرت جبریل علیہ السلام تو سدرۃ المنتہٰی پر رُک گئے کہ آگے اُن کے پر جلتے تھے۔ ہوتا میں' تو جل کر راکھ ہوجاتا مگر محبوب ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑتا۔''

(حواشی۔ ''مکاتیب امیر شریعت'' سے اقتباس)